سید اسعد گیلانی کی سیرت نگاری: ایک تحقیقی مطالعہ

اللہ وسایا اختر سنجرانی*

Abstract

This Article consists of the analysis of books written by Syed Asad Gilani. Syed Asad Gilani was associated with the school of thought of Syed Maulana Modudi and hence he authored books to highlight pragmatic aspect of life and character of Prophet Muhammad (S.A.W.). Miracle of Character, Miracle of Qur'an, and Miracle of speech of Muhammad (S.A.W.) made the bloodless Revolution possible in a short period of 23 years. Two Books of Asad Gilani viz "Rasool-e-Akram (S.A.W.) Ki Hikmat-e-Inqilab[Policy of Revolution]" and "Huzoor-e-Akram (S.A.W.) Ki Hijrat [migration], have been chosen for detailed study and the outcome of which presented here under. It is a fact that Syed Asad Gilani selected his topics from among numerous ones in order to shed light of pragmatically fit aspect of life of Muhammad (S.A.W.). He penned over the themes in simple, literary and attractive manner. Acclamation of various critics of relevant subject has also been reproduced to strengthen appreciative attitude of the research scholar for the books of Syed Asad Gilani.

KEYWORDS: *Seerah Writing, Syed Asad Gilani, Syed Modudi*

سید اسعد گیلانی کا شمار حلقہ ادب اسلامی کے بانی اراکین میں ہوتا ہے۔انہیں تحریک اسلامی میں مولانا سید مودودی کے بعد سب سے زیادہ نثری سرمایہ چھوڑنے والا نثر نگار تصور کیا جاتا ہے۔انھوں نے اُردو ادب کی ہر صنف میں

* اللہ وسایا اختر سنجرانی، ریسرچ اسکالر، شعبہ اُردو علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد۔

سوائے شاعری کے اپنا زور قلم آزمایا۔ناول،افسانے ،خاکے ،خطوط ،سفر نامے ،مضمون نگاری،انشائیہ نویسی،دینی ادب تاریخ،صحافت اور سیرت نگاری میں اپنے جوہر دکھائے۔ان کے علمی کارناموں میں ان کی سیرت نگاری اپنے طرہ امتیاز کے ساتھ کھڑی نظر آتی ہے۔

سیرت، رسولِ خدا حضرت محمد ﷺ کے تذکرۂ حیات اور شخصیت وکردار کو بیان کرنا ہے جس کے لغوی معنی شخصی کردار، طبیعت، مزاج، اثر اور خاصیت کے ہیں۔"سیرۃ" کے معنی چلنا ، روش ،طریقہ، شکل وصورت، ہیئت، کردار،طرزِ زندگی کے نشیب وفراز،عادات، قصے،کہانی، سابقہ واقعات اور ایسی سوانح ،جسے غور و خوض کے ساتھ لکھا و بیان کیا جائے ۔ان سب پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔"[1]

سیرت کا اصطلاحی مفہوم آنحضرت ﷺ کے حالاتِ زندگی اور اخلاق وعادات کے بیان کرنے کا نام ہے۔آنحضرت ﷺ کی اصل سیرت سارا ذخیرہ احادیث ہے لیکن متقدمین کی اصطلاح میں فقط غزوات وسرایا کے حالات وواقعات کے مجموعے کو سیرت کہتے ہیں۔حضرت محمد ﷺ کی سوانح عمری کے لیے لفظ سیرت کا استعمال سب سے پہلے ابنِ ہشام نے کیا۔وہ اپنی کتاب کو "کتاب سیرۃ الرسول ﷺ" کا نام دیتے ہیں۔ورنہ لفظ سیرت کا استعمال نبی کریم ﷺ کی سوانح کے لیے پہلے کبھی نہ بولا جاتا تھا اور کتبِ سیرت کو مغازی کا نام دیا جاتا تھا۔[2]

اردو میں سیرت نگاری کی ابتدا تراجم سے ہوئی۔اس موضوع پر سب سے پہلے اور اہم مبسوط کتاب جو فارسی سے اردو میں منتقل ہوئی، وہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی "مدارج النبوۃ" ہے۔جس کا اردو ترجمہ خواجہ عبدالحمید نے کیا۔پھر شاہ ولی اللہ دہلوی کی سیرت پر کتاب "سرورالمحزون" کے متعدد اردو تراجم کیے گئے مگر اردو میں اولین سیرت نگار شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی کو قرار دیا جاتا ہے۔سیرت نگاری میں مولانا شبلی نعمانی کی "سیرۃ النبی ﷺ "کو جو مقام حاصل ہے اردو میں کوئی دوسری کتاب اس مقام کو نہ پا سکی۔[3]

مولانا شبلی نعمانی کے بعد کی جانے والی سیرت نگاری کی کوششیں بھی مستحق تبریک اور لائق تحسین ہیں۔جن میں قاضی محمد سلیمان منصورپوری کی "رحمۃللعالمین ﷺ "ایک بے مثل جوہر پارہ ہے جو اپنے دور کے تمام تقاضوں پر پوری اترتی ہے۔مولانا ابراہیم سیالکوٹی کی کتاب "سیرتِ مصطفےٰ ﷺ" اپنی عرق ریزی میں مقابل نہیں رکھتی۔مولانا عبدالرؤف داناپوری کی کتاب "اصح السیَّر"، شبلی کی "سیرۃ النبی ﷺ" کے بعد سیرت کی ایک اہم کتاب ہے۔جنھوں نے سیرت نگاری میں احادیث کو مقدم رکھا۔پھر مولانا محمد ادریس کاندھلوی کی "سیرتِ مصطفےٰ ﷺ" ایک بلند پائے کی کتاب ہے۔

عصر حاضر میں سیرت رسول ﷺ کے مطالعے میں اضافے سے سیرت نگاری کا دائرہ وسیع ہوتا گیا۔نئے حالات، نئے علوم اور نئے مسائل کی روشنی میں سیرت کو دیکھا جانے لگا۔اسی وجہ سے سیرت نگاری کے جدید رجحانات سامنے آئے۔جن میں داعیانہ اور مصلحانہ رجحان، علمی وادبی رجحان، تحریکی وانقلابی رجحان پھر موضوعاتی اور حکیمانہ سیرت

نگاری کے رجحان نمایاں ہو کر ابھرے۔ جدید دور میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی کتاب "سیرت سرورِ عالم ﷺ" ایک نئے اسلوب اور رجحان کی صورت منظرِ عام پر آئی۔ اس کا اسلوب اور منہج ماقبل کے تمام ذخیرۂ سیرت سے جدا اور منفرد تشخص رکھتا ہے۔

مولانا مودودیؒ کی سیرت نگاری کے اس داعیانہ اور عالمانہ نہج کے اثرات بہت سے معاصر اور بعد میں آنے والے سیرت نگاروں نے قبول کیے۔ ان میں ملا واحدی، نعیم صدیقی، سید اسعد گیلانی، محمد شریف قاضی، ماہر القادری، خالد مسعود، علی اصغر چودھری، ڈاکٹر خالد علوی، ڈاکٹر اسرار احمد اور ابو سلیم محمد عبد الحیؒ کے نام نمایاں ہیں۔

سید اسعد گیلانی کی سیرت نگاری

سید اسعد گیلانی مولانا مودودیؒ کے دبستانِ فکر سے وابستہ ایک نمایاں سیرت نگار ہیں۔ ان کی سیرت نگاری کا بنیادی نقطہ رسول اکرم ﷺ کی زندگی کا وہ پہلو ہے جو ایک فلاحی ریاست اور مثالی معاشرے کے قیام کا باعث بنا، جسے اپنا کر مسلمانانِ عالم آج بھی انقلابِ اسلامی کی منزل بحسن و خوبی طے کر سکتے ہیں۔ وہ ایک سچے عاشق رسول تھے جس کی ترجمانی ان کی سیرتِ رسول اکرم ﷺ پر لکھی گئی کتب سے عیاں ہوتی ہے۔ سیرتِ رسول اکرم ﷺ پر سید اسعد گیلانی کی دو کتابیں "رسول اکرم ﷺ کی حکمتِ انقلاب" اور "حضور اکرم ﷺ اور ہجرت" کے نام سے منصہ شہود پر آئیں ہیں۔ انھوں نے اپنی سیرت نگاری میں رسولِ خدا ﷺ کی زندگی کے صرف ایک پہلو کو لیا اور اس پر اپنی سیرت نگاری کی پوری عمارت کھڑی کر دی۔ سیرتِ رسول ﷺ کا وہ پہلو حضورِ اکرم ﷺ کی سیاسی بصیرت اور تدبر و فراست ہے جو نظام حق برپا کرنے کا باعث ہوا۔ ان کی سیرت نگاری رسول اکرم ﷺ کی سیرت کے اس انقلاب انگیز کارنامے کو واضح کرتی ہے جس نے دنیا کو بدل کر رکھ دیا۔ ایک ایسا عالمی انقلاب برپا ہوا جس کی نظیر پورے عالم میں ملنا مشکل ہے۔ وہ اپنی سیرت نگاری کے مقصد کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "رسول اکرم ﷺ کی سیرت پاک کے لاتعداد پہلو ہیں۔ میں محض حضور ﷺ کی پاکیزہ زندگی کا قصہ بیان کرنا نہیں چاہتا بلکہ میں آپؐ کی زندگی کے اس انقلابی و سیاسی پہلو پر سوچتا رہا ہوں جو بنی نوع انسان کی پوری تاریخ میں ایک منفرد انقلاب کا باعث بنا۔"(۴)

سید اسعد گیلانی کی کتابِ سیرت "رسول اکرم ﷺ کی حکمت انقلاب" واقعاتِ سیرت کی بجائے انقلاب اسلامی برپا کرنے کے طریق و حکمت کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ یہ کام سیرت نگاری کے مروجہ طرز سے مختلف ہے۔ انھوں نے اپنی سیرت نگاری میں سیرتِ رسولؐ کے سیاسی و انقلابی پہلوؤں کی مختلف جہات کو نمایاں کیا۔ ان کے نزدیک ان سیاسی و انقلابی اقدامات کی بدولت انقلابِ اسلامی کا احیا ممکن ہے۔ ان کے اسلوب کی انفرادیت کے بارے ڈاکٹر محمد شکیل صدیقی لکھتے ہیں: کتاب کی تقسیم ابواب کی بجائے منازل میں کی گئی ہے۔ منزل کی اصطلاح کو مطلوبہ انقلاب کے

نشانِ منزل اور تدریجی مراحل کا لطیف استعارہ قرار دیا جاسکتا ہے۔(۵)

سید اسعد گیلانی نے منفرد اسلوب اپناتے ہوئے رسول اکرم ﷺ کی حکمتِ انقلاب اور اس کے انقلابی پہلوؤں پر روشنی ڈالنے سے قبل پہلی منزل میں "رب العالمین"، دوسری منزل میں "رحمۃ للعالمین" اور تیسری منزل میں "دعوت اسلامی" کا تعارف کرانا ضروری سمجھا۔ سیرت نگار نے وضاحت کی کہ حضور اکرم ﷺ در حقیقت ایسے جامع علم کی بنیاد پر رسول اور ہادی ہیں جو بے لاگ سوچ بچار کے لیے واضح خطوط و ہدایت مہیا کرتا ہے۔ اس علم کی بدولت آپؐ سراپا کمالات، سراپا رحمت اور سراپا ہدایت ہیں۔ آپؐ کی سیرت کے یہ اصول عالم گیر ہیں جنھوں نے اسلام کو آفاقیت سے نوازا۔ رسول اکرم ﷺ کی اس منفرد حیثیت کے بارے میں وہ رقم طراز ہیں:

"حضور اکرم ﷺ کی یہ ایک منفرد شان ہے کہ ان کے ذریعے انسانیت کو پرانے مذاہب کی دیومالا، ان کی مذہبی اجارہ داری، استحصال کرنے والوں کے ایک بھاری سلسلے، پیچ در پیچ افکار و نظریات کے گھن چکر اور خام خیالیوں کے پُرفریب جنگل سے نجات ملی۔ معبودانِ باطل کے سلسلے ختم ہوگئے، پنڈتوں، پروہتوں، کاہنوں، مذہبی اجارہ داروں اور خصوصی مفادات کے حامل رسوم ورواج میں انسانیت کو جکڑ کر اسے اپنی قیادت کے رتھ میں جوتنے والوں اور انھیں خوف و دہشت میں مبتلا کرکے اپنے مفادات کی مستقل اساس بنائے رکھنے والوں سے انسان کو چھٹکارا مل گیا۔"(۶)

سید اسعد گیلانی کی سیرت نگاری کے اہم پہلو

سید اسعد گیلانی کی سیرت نگاری سے جو پہلو واضح ہوتے ہیں ان میں حضور اکرم ﷺ کی سیرت کے انقلابی اور سیاسی پہلو بہت نمایاں ہیں۔ انقلاب کے لغوی معنی بدلنے کے ہیں۔ اسلام بگڑے ہوئے ناقص نظام زندگی کی جگہ اصلاح شدہ اور مکمل نظام حیات قائم کرتا ہے۔ اس لحاظ سے اسلام کو انقلابی پیغام اور ہادیٔ اسلام کی حیات پاک کو جو اسلام کی عملی تفسیر ہے، انقلابی حیات کہا جاسکتا ہے۔(۷)

سید اسعد گیلانی نے سیرت نگاری میں رسولِ اکرم ﷺ کے انقلابی پہلو کو تین منازل: حضور اکرم ﷺ کا انقلاب آفرین اسلحہ، انقلابی حکمتیں اور انقلابی حکمتوں کے پہلو میں پیش کیا ہے۔ آپ ﷺ کی انقلابی دعوت میں صرف ایک کلمہ طیبہ "لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کے چند الفاظ تھے۔ اس کلی انقلابی دعوت کو نظام باطل کے چوکیدار کیسے برداشت کرسکتے تھے۔ چناں چہ دعوت کے آتے ہی وہ بھوکے بھیڑیوں کی طرح حضور اکرم ﷺ اور آپؐ کے ساتھیوں پر پل پڑے۔ مگر حضور اکرم ﷺ کے پاس ان کی مخالفت اور عداوت کے مقابلے کے لیے تین انقلاب انگیز ہتھیار تھے جن کا کوئی توڑان مخالفین کے پاس نہ تھا۔ سیرت نگار کے نزدیک قائدِ انقلاب کے انقلاب انگیز ہتھیار معجزۂ کردار، معجزۂ قرآن اور معجزۂ کلام تھے۔

انقلابی حکمتیں

سید اسعد گیلانی کی انقلابی سیرت نگاری کا اصل موضوع رسول اکرم ﷺ کی حکمتیں تھیں جو انقلاب کا موجب ٹھہریں۔ سیرت نگار نے پانچ ایسی حکمتیں بتائی ہیں اور انھیں کتاب کی پانچویں منزل میں جگہ دی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے "پہلی حکمت" کے طور پر فرد ہی کو تربیت سے گزارا اور فرد میں اخلاقی انقلاب کی ایک ایسی تحریک پیدا کی جس میں وہ ایک نئے انسانی روپ میں ڈھل گیا۔ اب وہ حق و باطل کے معرکے میں کٹ تو سکتا تھا مگر ہٹ نہ سکتا تھا۔

رسول خدا کی "دوسری حکمت عملی" ایک ایسے گروہ کی تیاری تھی جو اسلامی انقلاب کی ایک صالح، منظم اور مرتب جماعت ہو۔ فرد سے گروہ تشکیل پاتا ہے، پھر اسے ایک عظیم نصب العین کے لیے کشمکش سے دوچار کیا جاتا ہے۔ "تیسری حکمت" کردار سازی ہے قائدِ انقلابؐ نے یکساں نوعیت کے اخلاق و کردار کی تعمیر و تربیت کی۔ اس تعلیم و تربیت سے پرورش پانے والے جان ہتھیلی پر رکھ کر، صرف رضائے الٰہی کے حصول کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے اشارۂ چشم و ابرو سے سب کچھ لٹا دینے کو تیار تھے۔ سیرت نگار نے ہجرت کو باطل کے خلاف مورچہ زن ہونے کو "چوتھی حکمت" قرار دیا۔ ان کے نزدیک ہجرت محض مجبوری کی حالت نہ تھی بلکہ یہ ایک حکمت عملی تھی، جو کفر کے تسلط سے جان چھڑا کر اس کے خلاف تیاری کا ایک مرحلہ تھا۔ "پانچویں حکمت" جنگ و جہاد ہے۔ رسولِ خدا ﷺ کی یہی حکمت ہے جو حتمی طور پر اسلامی انقلاب برپا کرنے کا مؤثر ترین حربہ تھی۔

سید اسعد گیلانی لکھتے ہیں:

> "اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لیے مؤثر ترین حربہ جو حضورؐ نے استعمال کیا جنگ و جہاد ہے۔ حضور اکرمؐ کی حکمت انقلاب کے تحت ایک انقلابی نظریہ فرد فرد کے سینے میں اتارا گیا۔ جس نے انہیں مادی انسانوں سے زیادہ نظریاتی انسان بنا دیا۔ وہ انقلابی نظام کے لیے مارنے مرنے پر بھی تیار ہو گیا۔ تو موقع و محل کے مطابق انہیں باطل سے ٹکرا دیا گیا تا کہ باطل کا باطل ہونا اور حق کا حق ہونا ثابت ہو جائے۔"(۸)

حکمت انقلاب کے چند پہلو

سیرت نگار نے حضورؐ کی حکمتِ انقلاب کے چند پہلوؤں کو انقلاب کی چھٹی منزل قرار دیا، جو ایک ایسے پر امن انقلاب کا باعث بنے جن کے لیے انسانیت ترستی تھی اور انھیں کتاب کی چھٹی منزل میں بیان کیا۔

پہلا پہلو

حکمت قیادت ہے۔ سیرت نگار لکھتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ وہ واحد اور حقیقی قائد انقلاب تھے، جنھوں نے

دنیا کی تشکیل کا پرانا ڈھانچہ یکسر بدل دیا اور دنیا کو ایک نیا نظام، نیا معاشرہ، نیا ضابطہ اور نیا انسان دیا۔ ایسا نیا انسان جو اللہ کی خوشنودی کا مظہر اور اس کی بندگی و عبادت کی علامت ہے جس کا نام ہی اطاعت الٰہی کا نشان ہے۔ ظلمتوں، تاریکیوں اور گمراہیوں سے بھری ہوئی دنیا میں سرورِ کائنات کا وجود ایک ایسا روشن مینار ہے جو عالمی قیادت کا ایک بے مثال نمونہ ہے۔

دوسرا پہلو

حکمت تبلیغ ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے تبلیغ دین کا کام جس حکمت ودانشوری سے کیا، وہ تاریخ دعوت وعزیمت کا درخشاں باب ہے۔ یہ دعوت معاشرہ کے لیے بالکل انوکھی، اچانک اور غیر متوقع تھی۔ انہیں دور کا گمان بھی نہ تھا کہ ان کے درمیان رہنے والا صادق وامین انہیں کسی آزمائش سے دوچار کر دے گا۔ سید اسعد گیلانی اس بارے میں لکھتے ہیں:

"تبلیغ میں اس امر کی ضرورت ہوتی ہے کہ انسان مخاطب کی طرف کبھی مزاحمت، رکاوٹ، تمسخر اور استہزا کی پروانہ کرے۔ چناں چہ جس قدر مزاحمتیں اور رکاوٹیں آپ کے راستے میں پیدا کی گئیں آپ نے ان کی کوئی پروانہ کی۔ آپ ﷺ کی حکمت تبلیغ نے مخالفوں کے اخلاقی محاذ کو اندر سے کھوکھلا کر دیا تھا۔ وہ ہٹ دھرمی سے مخالفت کے محاذ پر ڈٹے ہوئے تھے، لیکن ان کی اندرونی اخلاقی قوت ان کا ساتھ چھوڑ چکی تھی۔"(۹)

تیسرا پہلو

حکمت اجتماع ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی حکمتِ تبلیغ سے جوں جوں لوگ ایمان قبول کرتے چلے گئے ان کے لیے اجتماعی تعلیم کا مؤثر انتظام کیا۔ دارِ ارقم کا اجتماع قریش کے دارالندوہ کا جواب تھا۔ آپ نے ہمیشہ مشاورت کا خاطر خواہ انتظام کر رکھا تھا۔ حضور ﷺ کی انقلابی کامیابی میں صحابہ کی تنظیم واجتماع کا بڑا دخل ہے۔

چوتھا پہلو

حکمت اخلاق و کردار ہے۔ دعوت حق کے اس کام میں آپ ﷺ کی شخصیت کا وزن غیر معمولی تھا۔ آپ ﷺ ناقابل شکست عزم کے مالک تھے۔ آپ ﷺ کی نرم خوئی، دلجوئی اور حق گوئی مثالی تھی۔ آپ ﷺ کا پاکیزہ کردار بے مثال تھا۔ آپ ﷺ اخلاق و کردار میں لاثانی تھے۔ سیرت نگار نے حکمت اخلاق و کردار کو یوں واضح کیا:

"حضور ﷺ اور ان کی تربیت یافتہ جماعت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کی بے داغ سیرتیں دلوں کو مفلوج کرتی چلی جاتی تھیں۔ اس لیے کہ آپ ﷺ کے برتر اخلاق و کردار میں وہ قوت نفوذ تھی، جسے روکنا کسی کے بس کی بات نہ تھی۔" (۱۰)

پانچواں پہلو

حکمت ازدواج: حضور اکرم ﷺ کوئی بھی کام ہدایتِ الٰہی کے بغیر سر انجام نہیں دیتے تھے۔ اس طرح رسول اکرم ﷺ کی زندگی کا یہ پہلو بھی ہدایتِ الٰہی سے آزاد نہ تھا۔ آپ ﷺ نے اپنی عمر کا وہ حصہ جس میں انسان کو طبعی طور پر شادی اور عائلی زندگی کا ذوق و شوق ہو سکتا ہے ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ پوری عفت و پاکیزگی اور یکسوئی سے گزار دیا حالاں کہ اگر حضور ﷺ کسی اور شادی کے خواہش مند ہوتے تو جاں نثار خاتون اس میں کبھی مزاحمت نہ کرتیں۔

سیرت نگار نے واضح کیا کہ حضور اکرمؐ کا کوئی رشتہ ازدواج محض نکاح کی خاطر نہ تھا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت سی حکمتیں پوشیدہ فرمائی تھیں اور حضورؐ کا کوئی نکاح بھی ایسا نہیں ہے جس نے اسلامی انقلاب کا راستہ ہموار کرنے میں مدد نہ دی ہو۔ گیلانی صاحب نے آپ کے ہر ہر نکاح و شادی پر مفصل روشنی ڈالی۔

چھٹا پہلو

حکمت جہاد جنگ و جہاد ایک انقلابی قدم ہے اور ایک دور رس نظریاتی انقلاب کے لیے اس کی ضرورت ناگزیر ہے۔ لیکن یہ محض دشمن سے تیغ آزمائی کا نام نہیں بلکہ حکمت و دانش اور تدبر و فراست کا ہمہ پہلو استعمال کا عمل ہے۔ سیرت نگار نے حکمتِ جہاد کی وضاحت ان الفاظ میں کی:

> "حضور اکرمؐ کی جنگ تمام تر فی سبیل اللہ تھی۔ اس جنگی جد و جہد سے آپؐ کا مقصود کسی شہرت یا تاجوری کا حصول نہ تھا۔ آپؐ کی تمام جہادی زندگی میں آپؐ کی بے مثل قیادت، بیدار مغزی، شجاعت اور جدید ترین طرز کی جنگی تیاری۔ راسخ عزم، یقین محکم اور بلند حوصلہ ایسی خصوصی صفات تھیں جو کامیابی کی ضمانت تھیں۔ اس جد و جہد کے نتیجے میں آپؐ نے انسانیت کو ایک مکمل ضابطہ حیات دیا۔ حضورؐ نے اپنی حکمت جہاد سے جہاں دشمنوں کو ہر میدان میں ناکام کیا وہاں شرافت و انسانیت کو ہر میدان میں کامیاب و کامران کیا۔" (۱۱)

رسول اکرم کی سیرت کے سیاسی پہلو

رسول اکرم ﷺ کی سیرت کا سیاسی پہلو "حکمتِ سیاست اور تدابیرِ انقلاب اسلامی" کو کتاب کی منزل نہم میں بیان کیا گیا ہے جو کہ اسلامی انقلاب برپا کرنے کا ایک نہایت اہم پہلو ہے۔ سید اسعد گیلانی نے جو سیاسی زندگی کا نقشہ پیش کیا اس کے چند اہم نکات کچھ یوں ہیں:

(الف) رسول اکرم ﷺ کا سیاسی منشور

سیرت نگار نے سیاسی منشور کا نقطہ اول تصورِ حاکمیت کو قرار دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ دعوتِ اسلامی حاکمیت کو صرف خدا کے لیے وقف کرنے کا اعلان کرتی ہے اور سارے اختیارات کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کو قرار دیتی ہے۔ پھر منصبِ رِسالت کے طور پر بندوں کے حقیقی بادشاہ اور ان کے حاکمِ اعلیٰ، جائز اور مستند نمائندہ رسول ﷺ ہیں۔ جو بندوں کے مالک اور بادشاہ کا پیغام اور ان کے مالک کی مرضی سے ان کو آگاہ کرتا ہے۔ انسان اول روز ہی سے اشرف المخلوقات ہے اور براہِ راست تخلیق ربانی کے ذریعے زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ مقرر کیا گیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے سیاسی منشور کا ایک اہم نقطہ نظریاتی اجتماعیت ہے۔ یہ اجتماعیت خدا پرستانہ نظام زندگی کی علمبردار ہے اور اس کا نظام سیاست باہمی شورائیت کے تابع ہے۔ یہ انقلابی منشور انسانی مقصدِ وجود کی تشریح بھی کرتا ہے کہ دعوتِ اسلامی میں انسان کا مقصدِ وجود دنیا میں حاکمیت الٰہی کے قیام و نفاذ اور آخرت میں رضائے الٰہی کا حصول ہے۔ منشور میں اطاعتِ نظم کی وضاحت کی گئی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ کی دعوت مثالی اور معیاری دعوت تھی۔ آپؐ نے اطاعت کو معروف کے ساتھ مشروط کر دیا، معروف وہ جو خدا اور رسول کے احکام سے ثابت ہو اور فضیلت کا معیار تقویٰ ٹھہرا۔ منصب طلبی سے بے نیازی اس منشور کی اہم خصوصیت تھی۔ اس بارے میں سید اسعد گیلانی لکھتے ہیں:

> "ایسے سیاسی منشور سے ایک انقلاب کی جو تحریک اٹھی اس کے لیے دنیا میں مطلوبہ انقلاب برپا کرنا کوئی دشوار کام نہ تھا۔ سب سے بڑی بات یہ تھی اس تحریک کو ایک ایسا انقلابی قائد اور جرات مند مدبر رہنما میسر آیا تھا جو تصورِ منزل کے ساتھ تدبیرِ منزل بھی خوب جانتا تھا۔ اس کی مومنانہ فراست اور جرات مندانہ قیادت نے باطل کے جمے ہوئے نظام کو اکھاڑ پھینک دیا۔ یہ کارنامہ جس انداز میں سرانجام پایا وہ انقلابات کی تاریخ کے طالب علم کے لیے قابل غور موضوع ہے۔"(۱۲)

سیرت نگاری میں سیاسی پہلو کے بیان کی روایت قیام پاکستان کے بعد نمودار ہوئی خصوصاً ایسے سیرت نگار جو پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کا نصب العین رکھتے ہیں بلکہ اس کے نفاذ کی عملی جدوجہد میں برسرپیکار ہیں۔ سید ڈاکٹر ابوالخیر کشفی رقم طراز ہیں: "ہمارے دور میں قیام نظام اسلامی کی عملی جدوجہد جاری ہے۔ اسی وجہ سے اسلامی تحریکوں کے وابستگان سیرت رسول ﷺ کو ایک تسلی اور تشفی بلکہ ایک بشارت کے طور پر دیکھتے ہیں۔"(۱۳)

(ب) رسول اکرم ﷺ کی سیاسی حکمت و تدابیر

سیرت نگار نے حضوراکرم ﷺ کی نمایاں سیاسی حکمت و تدابیرِ سیاست میں امن عامہ کا اہتمام لازمی قرار پایا۔ حضور ﷺ نے دعوتِ اسلامی کے لیے بطور ضرورت اور حکمت امن کے حالات کو ہمیشہ بہت اہمیت دی اور

ایسے حالات پیدا کرنے کی ہمیشہ کوشش کی جن میں دعوتِ اسلامی اور اخلاق و کردار کے اثرات اپنا کام کر سکیں۔ یہ دونوں چیزیں حضوراکرم ﷺ کے پورے عرصہ جدوجہد میں بطورِ اصول رواں دواں نظر آتی ہیں۔ آپؐ کی دوسری سیاسی تدبیر غلاموں کی آزادی اور مظلوموں کی دادرسی کی تحریک ہے۔ حضور ﷺ نے غلاموں کی آزادی کی جو تحریک چلائی وہ بعد میں ایک روش بن گئی جس کے نتیجے میں اسلامی دعوت کی توسیع میں موثر اضافہ ہوا۔ آپؐ نے کلمہ طیبہ کو تحریکِ اسلامی کا جامع انقلابی نعرہ قرار دیا۔ یہ کلمہ اس تحریک سے وابستہ ہر مومن کا قیامت تک کے لیے جزوِ ایمان ہے۔ یہ مختصر کلمہ بیک وقت دعوتی بھی ہے اور انقلابی بھی۔

ہجرت مدینہ کے بعد میثاقِ مدینہ اسلامی ریاست کے قیام کا سنگِ بنیاد ہے۔ آپؐ نے مدینے تشریف لانے کے بعد ایک منشور مرتب کیا جو بعد میں نئی حکومت کا آئین بن گیا۔ یوں مدینہ میں ایک نئی ریاست تشکیل پذیر ہوئی۔ مدینہ میں مواخاۃِ مدینہ عام نظریاتی اسلامی برادری کے قیام کی حکمت عملی کو ظاہر کرتا ہے۔ مدینہ میں اسلامی ریاست کی بنیاد پڑ جانے کے بعد فوری کام مہاجرین کی آبادکاری کا تھا، جسے آپؐ نے مواخاۃِ مدینہ کے ذریعے ایک نظریاتی اسلامی برادری کا قیام عمل میں لا کر حل کیا۔

صلح حدیبیہ کو وقفہ دعوتِ تبلیغ کے طور پر لیا جاتا ہے کیوں کہ باطل کے خلاف حضور ﷺ کی جدوجہد میں صلح حدیبیہ ایک حیرت انگیز اور تاریخ ساز معاہدہ ہے۔ یہ "معاہدۂ عدم محاربت" جس طرح آپؐ نے قریش سے حاصل کیا وہ آپؐ کے تدبر اور سیاست کا شاہکار ہے۔ اس عالم گیر دعوت کا منشور انسانیت ہے۔ حضور ﷺ جس دعوت کے علمبردار تھے وہ تمام عالمِ انسانیت کے لیے دعوت تھی۔ اس کا کوئی رنگ نہ تھا سوائے صبغت اللہ کے۔ یوں آپؐ کی دعوت کا عالمی منشورانسانیت ٹھہری۔ آپؐ نے جنگی سے زیادہ سیاسی حکمتِ عملی سے کام لیا اور دشمنوں سے نمٹنے کی جو تدابیر اپنائیں وہ بے مثال ہیں۔ رسولِ خدا ﷺ نے دشمنوں سے بھی سیاسی طور پر نمٹنے کا طریقہ اپنایا جس سے آپؐ نے بہت سے دشمنوں کو ممنونِ احسان کیا۔ بعض پر رُعب اور جرات کا مظاہرہ کر کے دبدبہ قائم رکھا اور دشمنوں کا زور توڑنے کے لیے ان سے باری باری نمٹنے کی حکمت عملی اپنائی۔ جو آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین کی فتح اور دنیا کے لیے رحمت کے مترادف ہے۔

سیرت نگار نے اس بات کو واضح کیا کہ حضوراکرم ﷺ کی جدوجہد کے نتیجے میں ایک ایسی اسلامی انقلابی ریاست تشکیل پائی جو درحقیقت دین وسیاست کے حسین امتزاج پر مبنی تھی۔ یہ حضوراکرم ﷺ کی دانش ورانہ، حکیمانہ اور جرات مندانہ قیادت اور آپؐ کی ذات مبارک کی وہ حکمتیں تھیں جن کی وجہ سے ایک اسلامی انقلاب جیسا منفرد تاریخی کارنامہ وقوع پذیر ہوا۔ اس تاریخی انقلاب کے بارے وہ لکھتے ہیں:

"یہ کام محض معجزے دکھانے سے ہونے والا نہیں تھا۔ آپؐ سے پہلے بہت سے انبیاء ہزارہا معجزات کے ساتھ انسانوں کو دعوتِ بندگی رب دے چکے تھے لیکن انسانوں نے قبولِ دعوت اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی

بجائے عذابِ خداوندی تک پہنچنے کا راستہ اختیار کیا تھا۔ آپؐ سے پہلے بہت بڑے بڑے زورآور فوجوں والے فاتحین آئے لیکن فوجوں نے صرف قوموں کو تباہ کیا۔ ابنِ آدم کو مفتوح اور بے آبرو کر کے اپنا غلام بنالیا مگر رسول خدا ﷺ نے انسان کو انسانیت کا شرف بخشا جس میں آپ کی حکمتِ سیاست وبصیرت اور دانش وتدبر کا بڑا ہاتھ ہے۔"(۱۴)

حضور اکرم ﷺ اپنی حکمت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ۲۳ سال کی قلیل مدت میں "تاریخ کا جامع ترین انقلابِ اسلامی" برپا کرنے میں کامیاب ہوئے۔ جس نے بھٹکی ہوئی انسانیت کے قافلے کو بندگیٔ رب العالمین کی صراط مستقیم پر ڈال دیا یہ ایک ایسا انقلاب ہے جو بے مثال ہے۔ اس کایاپلٹ کارنامے کے بارے میں سیرت نگار لکھتے ہیں:

"اس سے بڑا غیر خونی انقلاب *Bloodless Revolution* آج تک دنیا میں کبھی برپا نہیں ہوا۔ ایسا انقلاب جس کے ذریعے انسان کا ظاہر وباطن بدل جائے اور معاشرہ سرتاپا تبدیل ہوجائے اوراس کی قدریں تک بدل جائیں، نظامِ مملکت اور نظام معیشت وسیاست سب کچھ بدل جائیں۔ اس انقلاب نے انسانی تاریخ پر وہ خوشگوار اثر ڈالا ہے کہ پھر اس کے بعد ہی ابنِ آدم سمجھ سکا کہ وہ انسان اوراشرف المخلوقات ہے۔"(۱۵)

جس میں رسولِ خدا کو ایک حقیقی قائدِ انقلاب کے طور پر پیش کیا گیا ہے کہ آپؐ نے دنیا کی تشکیل کا پرانا ڈھانچہ یکسر بدل دیا اور دنیا کو کچھ سے کچھ بنادیا۔ آپؐ نے دنیا کو نیا نظام، نیا معاشرہ، نیا ضابطہ اور نیا انسان دیا۔

سید اسعد گیلانی کی سیرت نگاری کا ادبی پہلو

سید اسعد گیلانی کی کتابِ سیرت "رسول اکرم ﷺ کی حکمتِ انقلاب" کا ادبی پہلو بھی قابلِ تحسین ہے۔ انھوں نے سیرتِ رسولؐ کو نہایت سادہ اور عام فہم زبان میں بیان کیا گیا ہے۔ ان کی نثر میں ایک پُرکیف تاثیر پائی جاتی ہے۔ مختصر اور رواں دواں جملے تحریر میں جاذبیت پیدا کرتے ہیں۔ زبان شُستہ، الفاظ شیریں، جملے پُراثر اور اندازِ بیان ادب سے بھرپور ہے۔

وہ زبان وبیان میں مشکل اور ناموس الفاظ وتراکیب کے استعمال اور خواہ مخواہ شوکتِ الفاظ کے مظاہرے نہیں کرتے۔ ان کے ہاں نئی تراکیب کا استعمال ان کے ندرتِ خیال کا عکاس ہے۔ اردو سیرت نگاری میں نئی تراکیب مثلاً اصلاح یافتہ انسانیت، بے آمیز عقیدے، درخشاں مثالی نبوت، بے لاگ حق پسندی، آفاق گیر پیغام اور اخلاقی سانچے جیسی تراکیب مثبت پیرائے میں جبکہ پست مفادات، گونگے شیطان اور اشتمالی جاہلیت جیسی تراکیب منفی رویوں کے اظہار کے لیے استعمال میں لانا صرف انھی کے اسلوب کا خاصہ ہے۔ کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے قاری ادبی چاشنی محسوس کرتے ہوئے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اسلوبِ بیاں کی دلکشی، الفاظ وتراکیب کی رعنائی اور انقلابی اصطلاحات مثلاً سیاستِ تدبر،

بصیرت و حکمت، تدابیرِ مملکت، انقلابی حکمت، حکمتِ امن و آشتی، حکمتِ سیاست، وحدتِ قیادت، اسلامی انقلاب اور جرات و فداکاری جیسی اصطلاحات کا برمحل استعمال قاری کے ذہن کو بوجھل نہیں کرتا بلکہ دلچسپی میں اضافے کا موجب نظر آتا ہے۔ اسلوب کا ادبی انداز ملاحظہ ہو:

"حضور ﷺ کی حکمتِ قیادت کا ہی یہ معجزہ ہے کہ چند برسوں میں آپؐ نے بہترین صلاحیتوں کا حامل انسانی سرمایہ جمع اور تیار کرکے دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ اس کی تیاری میں آپؐ نے اپنی عظیم شخصیت کا جوہر ایک ایک ساتھی میں اتارنے کی سعی کی۔ ان میں وہ اوصاف پیدا کیے جن اوصاف کے لوگ اتنی بڑی تعداد میں انسانی تاریخ نے اس سے پہلے کبھی یک جا نہ دیکھے تھے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ دنیامیں حضور ﷺ وہ حقیقی قائدِ انقلاب تھے جنھوں نے علم و عقل کی روشنی میں دمادم مہذب اور متمدن ہونے والی دنیا کا افتتاح کیا اور اسے ایسا نظام عطا کیا جو ہر دور کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ حضور ﷺ درحقیقت پوری انسانیت کے تاقیامت قائد ہیں۔"(۱۶)

محمد علیم اپنے ایک مضمون میں سید اسعد گیلانی کی سیرت نگاری پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سیرت کی یہ کتاب حضور اکرم ﷺ کی سیرت کے انقلابی پہلوؤں کی مختلف جہات نمایاں کرکے نہ صرف تحریکی بلکہ عام قارئین کے لئے بھی رہنمائی کا سامان مہیا کرتی ہے۔ مصنف کا موثر استدلال اور اسلوب اظہار پر قدرت اس پر مستزاد ہیں۔(۱۷)

اسلامی انقلاب سے حضور اکرم ﷺ نے جو نظام قائم فرمایا۔ اس کے دیے ہوئے اخلاق، اس کا عطا کردہ تہذیب و تمدن، اس کی فراہم کردہ اخلاقی قدریں اور انسان کے لیے دیا ہوا نظامِ زندگی فی الحقیقت ہلاکت خیز ہتھیاروں کی بہتات کے درمیان ابرِ رحمت کا سایہ ہے اور یہ نظام لرزاں و ترساں انسانیت کے لیے واحد پناہ گاہ ہے۔ سید اسعد گیلانی اپنی سیرت نگاری میں انقلابِ اسلامی کے خواہشمند امت مسلمہ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کی سیاسی بصیرت کا مطالعہ کیا جائے۔

اس بارے سید اسعد گیلانی رقمطراز ہیں:

"حضوراکرم ﷺ کی سیاسی بصیرت ودانشوری اور حکمت وتدبر کا مطالعہ کیا جائے جو انقلابِ اسلامی کا باعث بنی۔ حضوراکرم ﷺ کی زندگی سے سیاسی اجزا نکال کر اسے صرف پندونصائح اور وعظ و تلقین اور تبلیغ و اشاعت، عبادت وفقروفاقہ اور دنیا سے مکمل اجتناب کی زندگی بنا کر پیش کرنا سیرت نگاری کے کام کو پورانہیں کرتا۔ مزید یہ کہ سیرت نگاروں کا یہ نظریہ پیش کرنا کہ انقلابِ اسلامی کا کارنامہ خودبخود ہی ہوگیا اوراس میں صرف دعاؤں اوروظائف ہی کا دخل تھا حالاں کہ اس طرح پیش کرنے میں حضوراکرم ﷺ کی سیرت ادھوری رہ جاتی ہے اور دوسری طرف آپؐ کے اسوۂ حسنہ کا ایک نہایت اہم حصہ نظروں سے اوجھل ہوجاتاہے جس کے بغیر

مومن نظامِ باطل کو کبھی بھی چیلنج کرکے آپؐ کے اسوۂ حسنہ کا کامل اتباع نہیں کرسکتا۔" (۱۸)

حضور اکرم ﷺ کی سیرت کا یہ پہلو ہر دور میں انقلاب اسلامی کی جدوجہد کرنے والوں کے پیش نظر رہنا ضروری ہے کہ تاریخ انسانی کے حیرت انگیز انقلاب میں انسان جو کام آئے ان کی تعداد ۹۱۸ ہے۔

سید اسعد گیلانی کی کتاب اپنے موضوع پر ایک ادبی فن پارہ ہے۔ کتاب اوراس کے موضوع کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے مرکزی سیرت بورڈ نے اسے ۱۹۸۳ء کی بہترین کتابِ سیرت قرار دے کر صدارتی ایوارڈ سے نوازا۔ اس کتاب کی اہمیت کے بارے میں ڈاکٹر انور محمود خالد لکھتے ہیں:

"سید اسعد گیلانی نے اپنی اس کتاب میں آپ ﷺ کی اسلامی انقلابی حکمتِ عملی، تدابیرِ ملی اور سیاسی بصیرت کو اسوۂ حسنہ کی روشنی میں اجاگر کیا ہے۔ سیرت پاک کی یہ کتاب اسلامی نظام برپا کرنے کی جدوجہد کرنے میں حضور ﷺ کے پیش کردہ بعض انقلابی اصولوں میں جن کو ان کے حقیقی مفہوم کے ساتھ اختیار کرنا ناگزیر ہے تاکہ اسلام کو غالب اور برپا کیا جاسکے۔ یہ کتاب سیرت مشنری جذبے کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ اسی لیے اس میں دعوت و تبلیغ کا رنگ غالب ہے۔" (۱۹)

سید اسعد گیلانی کی سیرتِ رسول ﷺ پر ایک اور کتاب "حضور اکرم ﷺ اور ہجرت" ہے۔ جس میں رسول اکرم ﷺ کی ہجرتِ مدینہ کے حالات وواقعات، اثرات اور فوائد ونتائج کا احاطہ کیا گیا ہے۔ سیرت نگار نے اس کتاب میں ہجرت کی اہمیت کو واضح کیا کہ اسلامی انقلاب کی جدوجہد میں ہجرت کو ایک اہم مقام حاصل ہے۔ بعض مؤرخین نے تو ہجرت کو صرف کفار کے ظلم وستم کے نتیجے میں ایک مجبورانہ افتاد کی حیثیت دے دی ہے۔ انھوں نے اس بارے لکھا:

"ہجرت اور جہاد کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ لیکن حیرت کی بات ہے کہ جہاں ہمارے اسلامی لٹریچر میں جہاد کے موضوع پر کافی ذخیرہ موجود ہے وہاں ہجرت کے موضوع پر سرے سے کوئی تالیف موجود نہیں ہے۔ شاید اس لیے ایک طویل عرصے میں نفاذ نظامِ اسلامی کی جدوجہد کا سلسلہ معطل ہے۔" (۲۰)

وہ ہجرتِ مدینہ کی توجیہہ یوں بیان کرتے ہیں:

" اسلامی انقلاب برپاکرنے اور اس معاشرے میں مثالی اسلامی ریاست قائم کرنے کی فطری ابتدائی ذمہ داری حضور اکرم ﷺ پر عرب معاشرے کے بارے میں ہی عائد ہوتی تھی اور درحقیقت جس معاشرے میں حضوراکرم ﷺ نے پرورش پائی تھی۔ اسلام کا ابتدائی عملی مظاہرہ اس معاشرے میں ہی ممکن اور ضروری تھا۔ اس لیے حضوراکرم ﷺ کی حقیقی ہجرت عرب کے ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف ہی ہوئی نہ کہ ایک ملت سے دوسری ملت کی طرف۔ قدرت کی فطری تدبیر یہی تھی کہ اسلامی انقلاب اسی معاشرے میں برپا ہو جہاں دعوتِ اسلامی برپا ہوئی

تھی اور یہیں سے عالم گیر دعوت اٹھے۔ اس لیے مدینہ ہی دارالہجرت بنایا گیا۔"[۲۱]

جب تک مسلمانوں کو ابتدائی تربیت کی ضرورت تھی حضور اکرم ﷺ کا قیام مکۃ المکرمہ میں رہا۔ جہاں تیرہ سال تک مکہ مکرمہ میں اسلامی تحریک کی ایک ایسی قیمتی تربیت گاہ قائم رہی جس میں سونا کندن بن بن کر نکلتا اور کھوٹ ایک طرف ہو جاتا رہا۔ مکہ مکرمہ کی اس ابتدائی تربیت گاہ نے اسلامی تحریک کو حیرت ناک اور جامع صفت نظریاتی انسان بنا کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنی قوم کو دعوتِ دین دے کر اتمامِ حجت کے بغیر ہجرت کی اور نہ ہجرت کی اجازت دی۔ مکہ کی پوری بستی میں کوئی فرد ایسانہ تھا جو دعوت کی خبر، نوعیت، حقیقت، نتائج اور قبولیت سے بے خبر رہا ہو۔ کسی بستی سے داعیٔ حق کا نکل جانا کوئی معمولی واقعہ نہیں ہوتا۔ مگر دعوتِ اسلامی کی بقا و برتری کے لیے ہجرت ناسازگار ماحول سے سازگار ماحول کی طرف کی جاتی ہے۔ جس کے پیچھے ایک فلسفہ ہوتا ہے۔ سید اسعد گیلانی نے لکھا کہ ہجرتِ مدینہ کسی فرد کی ذاتی خواہش پر نہیں ہوئی کہ اندیشہ تنگیٔ رزق یا مشکل حالات سے گھبرا کر ممکن ہوئی ہو۔ دراصل یہ مرحلہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس وقت آیا جب مکے میں مسلمانوں پر مظالم کی انتہا ہو گئی اور انھیں اسلامی دعوت کے اصولوں کے مطابق زندگی گزارنا دوبھر کر دیا گیا تو ہادیٔ برحق نے مالکِ ارض و سما سے اشارہ پا کر مسلمانوں کو ہجرت کی اجازت دی اور خود بھی ہجرت کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ سیرت نگار نے واقعاتِ ہجرت کو تفصیل سے تحریر کیا کہ قریشِ مکہ کے اشتعال کے بعد کس طرح کمزور اور مظلوم مسلمان کس حالتِ کسمپرسی میں ہجرت پر مجبور ہوئے اور دورانِ ہجرت کن کن مشکلات سے گزرے۔

"ہجرت کے اثرات" کے عنوان سے سید اسعد گیلانی نے وہ سارے اثرات بیان کیے کہ کس طرح مسلمانوں کے اخلاقی اثرات تھے کہ ہجرت کے وقت ہر گھر میں ہر معقول انسان سوچنے پر مجبور ہوا اور کتنے ہی دل ہجرت کی ضرب سے حق کے لیے نیم وا ہو گئے۔ "فوائد ہجرت" کے بارے انھوں نے کھل کر لکھا کہ ہجرت بظاہر ایک دکھ درد کا عنوان ہے مگر ہجرتِ مدینہ سے تحریکِ اسلامی کو کئی طرح کے فوائد بھی حاصل ہوئے۔ جن میں تبلیغی مقاصد کہ دعوت کو علی الاعلان دنیا کے سامنے رکھنے کا موقع ملا اور سیاسی فوائد میں میثاقِ مدینہ ایک اسلامی ریاست کا سنگِ بنیاد ثابت ہوا اور مسلمان اپنا ایک سیاسی نظامِ مملکت تشکیل دینے میں کامیاب ہوئے۔

کتاب کے آخر میں "نتائج ہجرت" کو پیش کیا گیا ہے۔ جس میں ہجرت کو ایک ایسا انقلابی اقدام قرار دیا گیا ہے جس کے نتیجے میں بہت سی قانونی اور دستوری صورتیں بدل گئیں جو لوگ مظلوم تھے انھیں مقامِ مظلومیت سے نکل جانے کا موقع مل گیا اور ہجرت کے نتائج میں ایک نہایت اہم نتیجہ دعوتِ اسلامی کے لیے جہاد بالسیف کے دروازے کھل گئے۔ اور مسلمانوں میں اجتماعیت کی تشکیل ممکن ہوئی۔ ہجرت کا آخری اہم موڑ اسلامی انقلاب تھا۔ دینِ اسلام ایک عملی نظامِ زندگی قرار پایا اور پوری انسانیت کا دین ٹھہرا۔ وہ لکھتے ہیں:"

"ہجرت کے لیے جو لوگ کھڑے ہوئے وہی لوگ بدر میں کفر کے علمبرداروں کے مقابل آئے۔

اس ہجرت نے حضورِ اکرم ﷺ کو ایسے ساتھی فراہم کردیے جن میں سے ایک ایک فرد پر آنکھیں بند کرکے کامل اعتماد کیا جاسکتا تھا۔ اس لیے ان دنوں جب کفر سے دوبدوجنگ تھی اور اسلام کے لیے مسئلہ زندگی اور موت کا تھا تو یہی ہجرت اس وقت اسلام سے وفاداری اور ایمان میں استواری کا نشان بن گئی۔اس لیے لوگ اس کے ساتھی یا کفر کے ساتھی پہچانے جاتے تھے اور اسی ہجرت نے مسلمانوں کے لیے غلبہ اور نفاذِ اسلام کے دروازے کھول دیے۔ درحقیقت اسلامی انقلاب کے لیے ہجرت ہی ایک ناگزیر مرحلہ تھی۔ ہجرت وہ میزان تھی جس میں تُل جانے کے بعد مؤمن کا ایمان محکم اور اس کا اسلام پائیدار ہوا۔ اس میں وہ توانائی پیدا ہوئی جو اسے ہر معرکے میں کامیابی وکامرانی کا راستہ دکھاتی ہے۔"(۲۲)

نعیم صدیقی کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس کتاب میں واقعاتِ ہجرت کی تاریخ، ہجرت اور ہجرت سے پہلے وبعد کے احوال کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ واقعہ ہجرت پر شائد ہی اس اندازمیں کوئی بحث یاکتاب پہلے موجود ہو۔"(۲۳)

ڈاکٹر انور محمود خالد سید اسعد گیلانی کی سیرت نگاری پر رائے دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"سید اسعد گیلانی کی "حضوراکرم ﷺ اور ہجرت" اس موضوع پر پہلی جامع کتاب ہے۔ واقعۂ ہجرت ہر کتابِ سیرت کا جزوِلازم ہے۔ لیکن صرف اسی واقعہ کو موضوع بناکر اب تک کسی مصنف نے قلم نہیں اٹھایا۔ سید اسعد گیلانی ایک پُرجوش اسلوب کے مالک ہیں۔ چناں چہ ان کا یہ اندازِ تحریر "رسول اکرم ﷺ اور حکمتِ انقلاب" اور "حضور اکرم ﷺ اور ہجرت" میں اپنی بہار دکھاتا ہے۔ دونوں کتابیں سیرت کے جزوی پہلوؤں کو موضوع بنانے کے باوجود اپنے پھیلاؤ سے قاری کو متاثر کرتی ہیں۔"(۲۴)

سید اسعد گیلانی کی منفرد انداز میں لکھی گئی سیرت رسول انہیں ایک رجحان ساز سیرت نگار ثابت کرتی ہے۔ وہ رسول خدا کو ایک انقلابی قائد ثابت کرتے ہیں جن کے اسوہ حسنہ سے آج بھی قارئین کے جذبات متحرک ہوتے ہیں اور انہیں ایک انقلابی رجحان کا درس ملتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ خالد، ڈاکٹر انور محمود، اردو نثر میں سیرتِ رسول ﷺ، اقبال اکادمی، پاکستان، لاہور، ۱۹۸۹ء، ص ۳۰

۲۔ ثانی، ڈاکٹر صلاح الدین، اصول سیرت نگاری، مکتبہ یادگار شیخ الاسلام علامہ شبیر عثمانی، ۲۰۱۳ء، ص ۳۸

۳۔ ماہنامہ افکارِ معلم لاہور، فروری ۱۹۹۸ء، ص ۵۷

۴۔ اسعد گیلانی، سید، رسول اکرم ﷺ کی حکمتِ انقلاب، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ۱۹۹۵ء، ص ۱۲

۵۔ صدیقی، ڈاکٹر محمد شکیل، انقلابی اور تحریکی سیرت نگاری، مشمولہ مجلہ معارف تحقیق، جولائی تا دسمبر ۲۰۱۴ء، ص ۱۵۵

۶۔ اسعد گیلانی، سید: رسول اکرم ﷺ کی حکمتِ انقلاب، ص ۵۲

۷۔ خالد علوی، ڈاکٹر، اسلام کا معاشرتی نظام، الفیصل تاجران وناشران کتب، لاہور، ۲۰۰۵ء، ص ۲۴

۸۔ اسعد گیلانی، سید، رسولِ اکرم ﷺ کی حکمتِ انقلاب، ص ۲۹۵

۹۔ ایضاً، ص ۴۸۰

۱۰۔ ایضاً، ص ۴۹۲

۱۱۔ ایضاً، ص ۵۳۶

۱۲۔ ایضاً، ص ۵۴۰

۱۳۔ کشفی، ڈاکٹر سید ابوالخیر، اردو میں سیرت نگاری، مشمولہ نقشِ سیرت، مرتبہ نثاراحمد، ادارہ نقشِ تحریر، ۱۹۶۸ء، ص ۵۷

۱۴۔ اسعد گیلانی، سید، رسولِ اکرم ﷺ کی حکمتِ انقلاب، ص ۵۶۲

۱۵۔ ایضاً، ص ۶۵۷

۱۶۔ اسعد گیلانی، سید، رسولِ اکرم ﷺ کی حکمتِ انقلاب، ص ۵۶۳

۱۷۔ محمد علیم، سیرتِ نگاری کا حرکی تصور، مشمولہ: جہادِ اسلام، جلد ۸، شمارہ ۲، جنوری تا جون ۲۰۱۵، ص ۴۳

۱۸۔ اسعد گیلانی، سید، رسولِ اکرم ﷺ کی حکمتِ انقلاب، ص ۶۹۹

۱۹۔ خالد، ڈاکٹر انور محمود، اردو نثر میں سیرتِ رسول ﷺ، ص ۷۴۹

۲۰۔ سید اسعد گیلانی، سید، حضور اکرم ﷺ اور ہجرت، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ۱۹۸۰ء، ص ۳۹

۲۱۔ ایضاً، ص ۴۵

۲۲۔ ایضاً، ص ۱۹۴

۲۳۔ ماہنامہ ترجمان القرآن، لاہور، جنوری ۱۹۸۲ء، ص ۴۳

۲۴۔ خالد، ڈاکٹر انور محمود، اردو نثر میں سیرتِ رسول ﷺ، ص ۷۴۹